امام احمد رضا پر شبہات کا ازالہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہر دور اور ہر عصر میں ایسی نفوسِ قدسیہ جلوہ گر ہوتی ہیں جن سے خلق خدا کو رشد و ہدایت اور علم و عرفان کا نور حاصل ہوتا ہے ____ چودھویں صدی ہجری کی ایک ایسی ہی معروف مذہبی شخصیت کا نام ہے امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ ____ دین اسلام کی ترویج و اشاعت، دقیق مسائلِ فقہیہ کے معقول حل، حُبِّ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم میں نعتوں کا ایک خوب صورت گلدستہ امت کو فراہم کرنا، قرآن مجید کا اردو زبان میں بے مثال ترجمہ اور مسلمانوں کی قدیمی روایات کو دلائل و استدلال کی زبان عطا کرنا، یہ امام احمد رضا کے متعدد دینی کارناموں میں سے چند ہیں ____ اگر آپ کی حیات مبارکہ کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ آپ کی تمام زندگی دینِ متین کی بے لوث خدمت سے عبارت ہے ____ پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر آپ کی مصنفہ کُتب اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ یقیناً آپ اپنے ہم عصر علما و مصنفین پر فوقیت رکھتے تھے ____ علمائے عرب و عجم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ کو بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور آپ کی تحریروں کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ علمائے عرب و عجم کا آپ کو متفقہ طور پر اپنا سردار اور چودھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دینا بے جا نہ تھا ____ علومِ

دینیہ پر تو امام کو کامل دسترس حاصل تھی ہی مگر فنونِ دنیوی اور علومِ عصری میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے تھے ____ ذہانت و فطانت کا پتا یہاں سے چلتا ہے کہ امام احمد رضا کی فلسفہ جدید و قدیم دونوں ہی کے رد میں کتابیں موجود ہیں، جنہیں دیکھ کر آج بھی فلسفی و سائنس داں حضرات حیرت و استعجاب میں ڈوب جاتے ہیں کہ آخر ایک مذہبی سکالر کو علوم عصریہ میں اس قدر کامل درک کیسے حاصل تھا ____ اگر امام کی نعتیہ شاعری کا رخ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ محض ایک نعت گو شاعر نہیں تھے بلکہ آپ کا کلام عشقِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ایک عاشقِ صادق کا کلام ہے ____ اور ان نظموں میں امام نے جو فن شاعری کے جوہر دکھائے ہیں وہ سامع کو اس بات پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ امام کو غالب و میر و داغ پر ہر طرح سے فوقیت دے، اوّلا تو یہ کہ جس صنف میں امام نے قلم اٹھایا ہے وہ خود بہت مقدس ہے یعنی صنفِ نعت، اور ثانیاً یہ کہ کلامِ امام فنِ شاعری کے اعتبار سے بھی اردو، فارسی، ہندی، عربی شاعری کا بے مثال نمونہ ہے ____ اتنی گفتگو کے باوجود ابھی امام کی زندگی کا ایک گوشہ بھی صحیح سے اجاگر نہ ہو سکا، اگر تمام جہتوں سے بیان کیا جائے تو دفتر کے دفتر درکار ہوں گے____

یہ بات بھی مشاہدے سے ثابت ہے کہ جہاں کسی شخصیت کے محبین، معتقدین، چاہنے والے ہوتے ہیں وہیں حاسدین، بغض و حسد رکھنے والے بھی ہوتے ہیں ____ یہی صورت حال امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ کے ساتھ رہی، کہ جہاں منصف مزاج اور اعتدال پسند لوگوں نے آپ کی ذاتِ بابرکات پر عقیدتوں کے پھول برسائے وہیں تنگ نظروں اور اللہ و رسول کے گستاخوں نے

آپ پر کردار کش حملے کئے ____ اور آپ کی شخصیت کو اس قدر مجروح کرنے کی کوشش کی کہ لوگ آپ سے متنفر ہو جائیں، پر جسے اللہ بڑھائے اسے کون گھٹا سکتا ہے ____ امام احمد رضا کے حریفوں نے ان پر نجانے کیا کیا بہتان و الزام لگائے جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، یہاں تک کہ ان کے آبا و اجداد کے نام سے جالی کتابیں تک گڑھ لیں، ان کتابوں کے فرضی مطبع بھی تراش لئے اور انہیں امام کی کردار کشی کے لئے استعمال کیا ____ مگر اس سب کے باوجود کبھی امام احمد رضا نے اپنی کسی توہین پر اپنے حریفوں کو جواب نہیں دیا بلکہ وہ تو یہ کہتے تھے کہ جب تک مجھے گالیاں دینے میں یہ لوگ مصروف ہیں کم سے کم تب تک تو میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سے غافل ہیں ____ یہ امام کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا کہ آپ اپنی عزت کو اپنے حبیب کی ناموس پر قربان کرنا زندگی کا اعزاز سمجھتے تھے ____

آج ایک بہت ہی مذموم پروپیگنڈہ چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ کے خلاف کہ ان کے حریف سادہ لوح عوام کو یہ غلط تاثر دے رہے ہیں کہ جتنے بھی امام کے سیرت نگار یا تذکرہ نگار ہیں سب فرطِ عقیدت میں لکھتے ہیں اور سارے ہی ان کے گھر کے لوگ ہیں، کوئی خلیفہ ہے کوئی شاگرد ہے کوئی شاگردوں کا شاگرد، کوئی ان کے سلسلے سے بیعت ہے تو یہ سب صرف جذباتی ہو کر اُن کی بڑائی کرتے ہیں اور حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، اس پر دلیل یہ کہ دیکھو ہر کتاب میں پہلے بے شمار القابات ہوتے ہیں پھر کہیں جا کر امام احمد رضا کا تذکرہ ہوتا ہے ____ اس پر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ

اوّلاً تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سیرت کو اجاگر کرنے کا فریضہ بحسن و خوبی وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس نے صاحب سیرت کی زندگی کو قریب سے دیکھا ہو، ان کی صحبت حاصل کی ہو، ان سے گفتگو کی ہو، ان کے شب و روز کے معمولات کا بغور مطالعہ کیا ہو، پھر اس میں کیا دقت ہے کہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ کے سیرت نگار ان کے متعلقین ہیں، بلکہ سیرت کے ہر پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے لازمی یہ ہے کہ سیرت نگار کسی متعلق سے معلومات حاصل کرے، اور یہاں تو خود سیرت نگار ہی متعلقین میں سے ہیں تو مزید بہتر بات ہے ____ اور ایسا نہیں کہ یہ صرف امام احمد رضا کے ہی ساتھ ہو بلکہ حریفوں میں سے اکثر کے تذکرہ نگار ان کے خلفا یا مرید یا صحبت یافتہ ہیں، دیوبند میں اس کی کافی مثالیں موجود ہیں مثلاً رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار، مصنف تذکرۃ الرشید، عاشق الٰہی میرٹھی خود ان کے مرید خاص اور بے حد معتقد تھے، اسی طرح اگر دیکھیں تو سر سید احمد خان علی گڑھی کے تذکرہ نگار، مصنف حیات جاوید، الطاف حسین حالی بھی خود سر سید کے بے پناہ عقیدت مند اور وفادار ساتھی تھے، اسی طرح کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر یہاں گنجائش نہیں____

ثانیاً یہ کہ اگر کسی کی شخصیت کو بیان کرنے سے پہلے القابات لگانے سے وہ تذکرہ مستند نہیں رہتا تو آیئے ذرا اسی تذکرۃ الرشید میں دیکھیں، پہلے ہی صفحہ پر عاشق الٰہی میرٹھی نے تقریباً بیس القاب لکھے ہیں رشید احمد گنگوہی کا نام لینے سے پہلے، انہی القاب میں عاشق الٰہی نے رشید احمد گنگوہی کو غوث الاعظم اور قطب عالم بھی کہا ہے، بتائیں ہو گیا نہ سارا تذکرہ مجروح؟ اسی پر بس نہیں بلکہ اگلے

صفحے پر عاشق الٰہی نے باقاعدہ پچیس باتوں میں یہ کہا ہے کہ ان میں رشید احمد گنگوہی کا کوئی مثل و مثیل نہیں تھا ـــــ قارئین ذرا غور کریں، اپنے پیر کی محبت میں ایسے گُم ہوئے کہ بغیر کسی قید کے ان کی نظیر ماننے کو تیار نہیں، واقعی میں محبت سر چڑھ کر بول رہی ہے ـــــ اسی طرح اشرف علی تھانوی کی زندگی ہی میں لکھی گئی اور خود ان کی نظرِ ثانی کی ہوئی سوانح بنام اشرف السوانح کو ہی دیکھ لیں، مصنف نے اشرف علی تھانوی کا نام لینے سے پہلے ہی کم سے کم درجن بھر القابات لکھے ہیں جن میں قطب الارشاد، حکیم الامۃ، مرشد عالم جیسی باتیں شامل ہیں، یہاں تک کہ ان کے معتقد تو انہیں حضرتِ اقدس کے لقب سے پکارتے نظر آ رہے ہیں ـــــ اب فیصلہ کریں، ان القابات کی بنا پر پوری سوانح مجروح ہو گئی نا؟ اب کسی چیز پر اعتماد کیسے کریں سب کچھ تو گھر کے لوگوں نے لکھا ہے، سب تو فرطِ عقیدت کا نتیجہ ہے کیسے ان باتوں کو قبول کر لیا جائے، کیسے ان مصنفین کو معتبر و معتدل مان لیا جائے؟ علمائے حرمین شریفین نے تو صاف فرما دیا ہے کہ جو رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی یا قاسم نانوتوی یا خلیل احمد انبیٹھوی کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جائے گا (حسام الحرمین) اب ہم تو معتدل و مستند علمائے حرمین کی بات مانیں گے نا کہ رشید احمد گنگوہی یا اشرف علی تھانوی کے وفادار سیرت نگاروں کی ـــــ

مع هذا، الطاف حسین حالی نے بھی حیات جاوید میں کھل کر اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سر سید احمد علی گڑھی نے اپنی تفسیر القرآن میں اپنے سے پہلے گزرے تمام مفسرین کے خلاف جا کر رائے پیش کی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق جو چاہا ہے کھل کر کہا ہے، پچھلی کسی کتاب سے استفادے کی زحمت نہیں

کی ____ یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ سر سید نے اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف جا کر دین کے دامن سے ہاتھ دھویا ہے اور بعض مقامات پر تو دین کے بنیادی عقائد کو منہدم کرنے کی کوشش کی ہے (نعوذ باللہ من ذلک)، مگر پھر بھی الطاف حسین حالی ان کی سوانح میں تعریفوں کے پُل باندھتے نہیں تھکتے اور سر سید جیسے آزاد طبیعت کو دین کا رہنما ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے نظر آتے ہیں، یہاں بھی عقیدت ہی کارفرما ہے ورنہ شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جو اتنی خرافات دیکھ کر بھی دامن سے وابستہ رہے ____ بتائیں..! القابات اور عقیدت مندوں کی اس بھیڑ میں، سر سید کی پوری سوانح محض ایک عقیدت بھری غزل بن کر رہ گئی یا نہیں؟ جسے حالی نے بطورِ نظرانہ پیش کیا ہے اپنے محبوب کو !

اب ہم یہاں بعون اللہ تعالیٰ، حق و باطل میں ایک روشن خط فاصل کھینچتے ہیں،

اوّل، یہ بات اوپر گزری گفتگو سے اچھی طرح واضح ہو گئی کہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ کے حریف ان کی کردار کشی کے لیے ایسے بچکانے حربے نہ ہی استعمال کریں تو بہتر ہے کیونکہ جس کام کو وہ غیر مستند ہونے کی علامت مان رہے ہیں، اسی کی چھینٹوں سے ان کا اپنا دامن داغ دار ہے،اور وہ خود اپنی دلیل کی زد میں ہیں ع

تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

دوم، یہ کہ امام احمد رضا کی شخصیت عالم اسلام میں کسی تعارف کی محتاج نہیں کیونکہ ان کی خدمات خود ان کا تعارف دیتی ہیں، مگر حریفوں کے سر پر اللہ ورسول کی شان میں گستاخی کے سبب علمائے اہل سنت کی جانب سے کفر کے فتوے ہیں جو

علمائے حرمین سمیت تمام بر صغیر کے سنی علما نے متفقہ طور پر دئے ہیں ____
یہی وجہ ہے کہ ان کے تذکرہ نگاروں نے بے جا مبالغہ آرائی اور طرح طرح کے القابات کے نیچے اپنے بڑوں کی گستاخیوں کو چھپانا چاہا ہے، اور اسی مقصد کے تحت وہ اس غلو میں مشغول ہیں ____

سوم، یہ کہ ہمارا کسی بھی شخصیت کو پرکھنے کا معیار قرآن و سنت ہے، اگر صاحب تذکرہ قرآن و سنت کی روشنی میں واقعی دین کا سچا رہنما ہے تو اس کی مدح و ستائش ہمیں بالکل قبول ہے اور چاہیئے بھی یہی کہ تذکرہ نگار اس کا ذکر ادب سے کریں، پر اگر کوئی اللہ و رسول کی مقدس بارگاہوں میں گستاخ و بے ادب ہو، ان کے خلاف باتیں کرتا ہو، تو ایسے شخص کے تذکرہ نگار چاہے اسے کتنے ہی القابات سے نواز دیں، کتنی ہی اس کی بڑائی کریں، ہمارا اس سے یا اس کے معتقدین سے کوئی تعلق نہیں ____

چھارم، یہ کہ منصفانہ جائزہ کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جہاں کسی شخص کے نام سے پہلے ذرا بھی القاب دیکھے تو فوراً اسے غیر مستند گردان لیا، بلکہ معاملے کی تہہ تک پہنچیں، پہلے صاحب تذکرہ کے بارے میں پوری معلومات حاصل کریں اور اگر وہ واقعی دین کا سچا خادم ہو تو اس کے لئے القابات کو فراخ دلی سے قبول کریں بلکہ ایسی نفوسِ قدسیہ کا ذکرِ جمیل بھی اچھے اچھے القابات کے ساتھ ہونا چاہیے ____

اسی پر میں اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہوں، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہمارے ایمان و اسلام کی حفاظت فرمائے ____

آمین یارب العالمین بجاه النبي الأمین علیه افضل الصلاة و أكرم التسلیم

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ. بمطابق 4 مئ 2020

سگِ بارگاہِ تاجُ الشریعۃ علیہ الرحمۃ

فردین احمد خان رضوی

پیلی بھیت شریف، یو. پی. انڈیا،

النجم اسلامک میڈیا